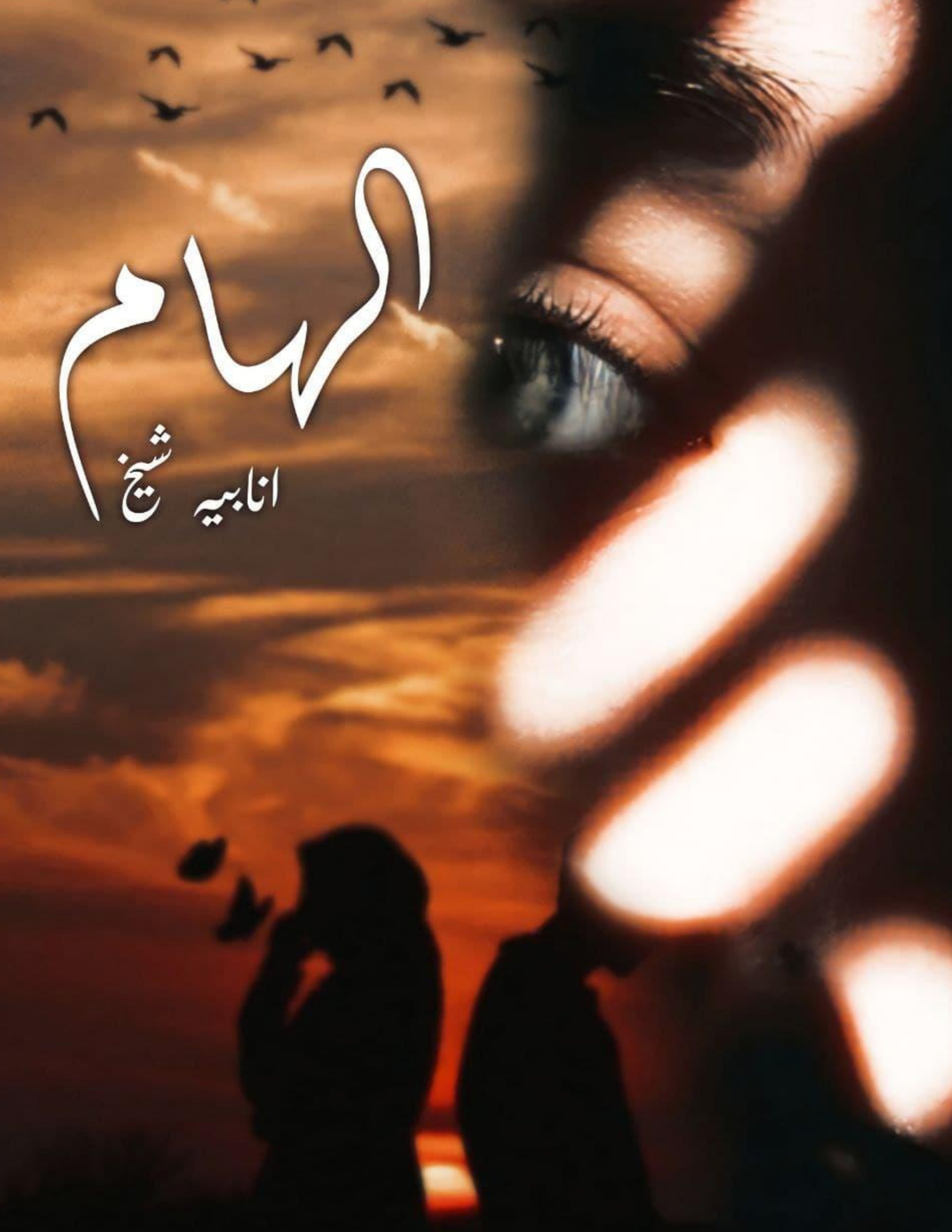
الہام
انابیہ شیخ

الہام

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

از قلم انابیہ شیخ

All Rights Reserved

Copyright: Anabiya Shaikh (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ضروری بات

الہام کے تمام جملہ حقوق لکھاری "انابیہ شیخ" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

قسط نمبر:14

(2nd Last Episode)

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اب میں نے کیا کیا؟" اس نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"ہاں آپ تو معصوم ہیں۔ ساری کوششیں صرف میں ہی کروں؟" وہ شاکی نظروں سے اُسے دیکھے جارہی تھی۔ اُس کی آواز بھیگی ہوئی تھی مگر وہ اُس کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔

"میں اس رشتے کو کتنا بھی جوڑنے کی کوشش کروں مگر جو چیز ایک بار ٹوٹ جاتی ہے وہ دوبارہ پہلے جیسے نہیں ہو سکتی۔ میں سب کچھ بھول کر ایک بار پھر آپکی طرف قدم بڑھاتی ہوں مگر آپ ہر بار ایسا کر دیتے ہیں کہ میری ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔" وہ بولے جارہی تھی اور آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گالوں پر بہے جارہے تھے۔ جہانگیر نے اسے چپ نہیں کرایا تھا۔

"سنیں۔" وہ آگے بڑھی اور اس کا ہاتھ اٹھا کر اپنے دل کے قریب لے گئی۔ اس کی دھڑکنیں کافی شور مچارہیں تھیں۔

"مگر یہ نہیں مانتا اور جب یہ دل نہیں مانتا تو میں کچھ نہیں کر سکتی۔" رونے کی شدّت سے اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

" فاطمہ!" جہانگیر نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے گالوں پر بہتے آنسوؤں کو صاف کیا۔

"ہم اگر بیٹھ کر بات کرینگے ایک دوسرے پر بھروسہ کرینگے تو ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ یہ اس قدر کا جذباتی ہونا خود کے لئے اچھا نہیں ہوتا۔ ہمیں کچھ وقت دینا ہو گا خود کو اس رشتے کو ورنہ سارے احساسات اندر ہی اندر دم توڑ دینگے۔" وہ جانتا تھا اُسے اندر سے یہ ڈر لگا ہوا ہے کہ کہیں وہ اُس سے دور نہ ہو جائے اور وہ اس کے انہی سارے ڈر کو آج ختم کرنا چاہ رہا تھا۔

"اگر میں نے کسی بھی طرح تمہیں آفینڈ کیا ہو تو تم مجھے سزا دے سکتی ہو۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔

"نہیں کرنا مجھے آپ پر اور بھروسہ۔ آپ کو پتہ ہے میں نے آٹھ سال تک کسی سے بنا مانگے، بنا کچھ ایکسپکٹ کیے محبت کی تھی، اس جھوٹ میں جیا تھا۔" جذباتی پن میں آ کر وہ بولتی چلی گئ۔

"میں نے اپنے آٹھ سال اُس کی خالی بے وزنی باتوں میں برباد کیے تھے۔ مگر میں اب پھر سے وہی سب نہیں سہہ سکتی۔ مجھے آدھا ادھورا انسان نہیں چاہیے، آدھی ادھوری محبت اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہے۔" وہ اُس کا ہاتھ تھامے روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

جہانگیر کے لیے وہ لمحہ اذیت کا لمحہ تھا۔ ہر بار وہ اُس کے آنسوؤں کی وجہ بن جاتا تھا۔

"جس محبت کو میں ترستی آئی تھی وہ آپ نے اتنے کم عرصے میں دے دی کہ اب مجھے اپنا آپ آپ کے بنا ادھورا لگنے لگا ہے۔"

"تم نے خود سے محبت کیوں نہیں کی فاطمہ؟"

"خود پر اپنی ذات پر اعتماد کیوں نہیں کیا ہے کہ تم اسپیشل ہو؟" اس نے گہری نظریں اس پر جمائی جو چپ چاپ کھڑی اس کی باتوں پر غور کرنے لگی آنسو ابھی بھی آنکھوں میں ٹھہرے تھے۔

"فاطمہ میں نے کبھی یوں جان بوجھ کر ہرٹ نہیں کیا ہے۔" وہ اُس کے ارد گرد اپنے بازوؤں کا گھیر ابنا کر اسے خود میں سمیٹتا ایک بار پھر اس سے لگاتار "آئی ایم سوری" بولتا جا رہا تھا۔

فاطمہ اُسکے سینے میں منہ چھپائے بس روئے جا رہی تھی۔ رو لینے کے بعد وہ ریلیکس ہو چکی تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے تو سوچا تھا کہ وہ اس کے بغیر جینا سیکھ لیگی مگر جب اس کے گلے لگی تو سارے دکھ، درد، تکلیفیں اذیتیں سب دھواں بن کر ہوا میں تحلیل ہو گئے۔ یوں جیسے کوئی غم نہیں نہ ہی کوئی آہ زاریاں بس یاد تھا تو یہ کہ وہ ایک بار پھر خوابِ حقیقت بن کر سامنے کھڑا تھا اور وہ اس سے کیسے منہ موڑ لیتی۔

اُسے اُس کا ہی تو رہنا تھا۔

وہ اس کا ہی تو تھا۔

"کیا ہے فاطمہ؟ کہاں تم مجھے سیلف لو اور سیلف اوبسیشن سکھا رہی تھی اور تم خود ایسا کر رہی ہو، آئی سوئیر اب سے اگر میں نے تمہیں روتا دیکھا تو بہت برا حشر کرونگا۔" ڈانٹتے ہوئے وہ اُس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے بولا۔

"ہاں آپ بھی ایسے کام ہی نہ کریں۔" وہ اس کے سینے پر مکّہ مارتی بولی۔

"میں کچھ نہیں کرتا۔ تم کچھ زیادہ اوور تھنک کرتی ہو اپنی اس عادت اپر کنٹرول کرو ورنہ بہت مشکل ہو گی۔" اُس کا سچ سے تعارف کروایا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ اپنا چہرہ اُسکی شرٹ سے صاف کرتی دور ہوئی۔

"اب سب کچھ فائن ہے نا میں خود تمہیں اپنے آپ سے الگ نہیں کر سکتا جانو۔"

"ہمم۔" وہ اب جا کر مسکرائی تھی ایسی ہی تھی وہ، چھوٹی چھوٹی بات پر ناراض ہو کر اگلے ہی پل مان جانے والی دھوپ چھاؤں کا منظر اس پر جچتا بھی تو تھا۔

"اوکے تو میں پزا آرڈر کروں؟ میں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا ہے۔" جہان نے بیچار گی سے کہا۔

"نووے میں سو رہی ہوں آپ اکیلے کھائیں۔" وہ انکار کرتے ہوئے آگے بڑھ کر اب اپنا نائٹ سوٹ نکال رہی تھی۔

"اچھا کمپنی تو دے سکتی ہو۔" پیار سے اصرار کیا۔

"نہیں! آئی ایم ریلی ٹائرڈ۔" وہ اس کے سائڈ سے نکلتی اپنا نائٹ سوٹ لیکر واشروم میں گھس گئی۔

"فاطمہ۔" وہ دروازے پر اپنا سر ٹکا کر بولا۔

"کیوں نا ہم کوئی مووی ساتھ میں دیکھیں؟" اور جواب نا میں پا کر خود ہی پزا آرڈر کر کے اب اپنا لیپ ٹاپ لئے وہ صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔

جبکہ وہ چینج کر کے منہ وغیرہ دھو کر اب اپنی نائٹ سکن کیئر روٹین کر کے بستر پر لیٹ چکی تھی۔

"کھالو۔" فاسٹ ڈلیوری پر آئے پزا کو روم کے اندر لے آتے ہوئے اُسنے اسے آفر کی۔

"تمہارا پسندیدہ ہے۔" اسے لالچ بھی دیا مگر ٹھس بنی لیٹی رہی مگر باکس کھولتے ہی اشتہا انگیز خوشبو اُس کی بھوک کو جگا گئی۔

"کون سی ٹاپنگ ہے؟" کروٹ پر کروٹ بدلتی وہ بے چین سی اُٹھ بیٹھی۔

"آ کر دیکھو تو سہی۔" اُسے پچکارتے ہوئے اپنے پاس بلایا۔

چیز برسٹ کارن پزا دیکھ اس کے منہ کے پانی بھر آیا۔ وہ دھپ سے صوفے پر اس کے بغل میں بیٹھی۔

"آپ جان بوجھ کر مجھے ٹیز کرنے والی حرکتیں کرتے ہیں نہ۔ "

"ارے بیگم میں تو بہت شریف سا ہوں۔" جہانگیر نے معصوم سا چہرہ بنایا۔

"اچھااِس پر چلی فلیکس اور آریگنو تو اسپر نکل کریں۔" وہ اس کو ویسے ہی سلائس اٹھاتے دیکھ ٹوک گئی مگر پھر خود ہی ڈھیروں ڈھیر لال مرچ اور آریگنو چھڑکا اور جہان کا منہ دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا کھاؤ۔" اس نے بڑی سی بائٹ لی اور اسے بھی کھانے کا اشارہ کیا۔

"نہیں آپ اپنے ہاتھ سے کھلائینگے۔" کافی شوق سے فرمائش کی گئی وہ کیسے منع کر سکتا تھا اس نے اپنے ہاتھوں میں اٹھائے سلائس واپس رکھے اور مرچ سے بھرے سلائس کو اُس منہ تک بڑھایا۔

فاطمہ نے ایک چھوٹا سا بائٹ لیا اور مزے سے سر ہلاتے ہوئے اس اپنا کوئی پرانا قصہ سنانے لگی جب کہ وہ کافی شوق سے اس کے منہ میں لقمہ ڈالتے جا رہا تھا۔ اس کو اپنے کھانے کی فکر نہیں تھی۔

"کولڈ ڈرنک بھی پلائیں۔"

"اوکے بیگم۔" کافی چاؤ سے وہ اس کے سارے نخرے اٹھا رہا تھا۔

"آپ نہیں کھائینگے؟"

"فائنلی آپ کو میرا خیال آ ہی گیا۔"

"ایسا کچھ نہیں، کھلا رہی میں آپ کو لیکن میں اس میں سے کارن نکال کر کھالوں؟ آپ سادہ تو کھا ہی سکتے ہیں۔"

"ہاں جی بیگم۔" کہتے ہوئے اس نے منہ کھولا۔ دو تین لقمے اپنے ہاتھ سے اُس کے منہ میں ڈالے اور اس کو جمائی آنے لگی۔

"اب آپ خود سے کھائیں۔ میرا پیٹ بھر گیا۔ میں جا رہی سونے اور آپ اب مجھے ڈسٹرب نہیں کرینگے۔"

"فاطمہ تھوڑی سی تو کمپنی تو دو۔"

"نہیں جہان میں آج بہت تھک گئی ہوں۔ آپ کے ساتھ نہیں جاگ سکتی۔ آپ ویسے بھی اپنا آفس ورک کر رہے ہیں میں کیا کرونگی بیٹھ کر؟" ٹشو سے ہاتھ اور منہ صاف کرتے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

آج اُسنے کافی سارا کام بھی کیا تھا اسلئے تھکاوٹ بھی رہی تھی۔ لیٹتے ہی وہ کچھ ہی دیر میں غنودگی میں چلی گئی۔

فائل چیک کرتے اور ساتھ ہی کھانا کھاتے ہوئے جہانگیر نے اسے سوتے دیکھا۔ پیزا رکھ کر آکر اُس کے سرہانے بیٹھ گیا۔

اُس کے کاندھے تک چھوتے بال تکیے پر بکھرے تھے۔ پلکوں کی باڑ گرائے وہ کتنے سکون سے سو رہی تھی۔ اس خود کو جسارت کرنے سے نہیں روکا تھا۔

"آئی نو۔ میں کبھی کبھی بنا سوچے سمجھے کام کر جاتا ھوں۔ مجھے پتہ ہے میں غلط ہوں جاتا ہوں۔ غلطیاں سبھی سے ہوتی ہے۔ مگر خود سے سوچ کر گمان کر لینا اور پھر اس پر ایکشن کرنا بھی غلط ہے۔ میں نے ہمیشہ تمہارا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی ہے اور اب بھی ایسا ہے۔" اس کے کانوں کے پاس دھیرے دھیرے اقرار کرتا وہ اسے خود میں سمیٹ لینا چاہ رہا تھا۔

"میں چاہتا ہوں تم میرا ہاتھ تھامے رکھو، میرے پاس کوئی نہیں سوائے تمہارے جو میرا ہاتھ تھام سکے جو میری تنہائی کے لمحوں میں میرا ساتھی بن سکے آئی لو یو داموسٹ موٹکو۔" وہ دھیرے سے اس کے اوپر جھکا تھا۔ اُس کی گرم گرم سانسیں فاطمہ کے چہرے کو چھو رہی تھی۔

"میں تمہارے بنا کچھ بھی نہیں ہوں۔ سن رہی ہو تم۔" اُس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے وہ سیدھا ہوا۔ اُس کے اُوپر چادر ڈال کر اس نے لائٹ بند کی اور واپس آ کر اپنی جگہ سونے کے لئے لیٹ چکا تھا۔

کہاں کا کھانا کیسا کام۔ اب اسے صبح کا بے صبری سے انتظار تھا

☆☆☆☆

صبح ہمیشہ کی طرح خوشگوار تھی۔ روزمرہ کی طرح وہ اپنے وقت پر ہی اٹھی تھی۔

نظریں سامنے صوفے پر گئی جہاں وہ بےخبری کی نیند سو رہا تھا اور سوتے ہوئے وہ کس قدر معصوم دیکھ رہا تھا۔ وہ چادر پرے ہٹاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

اُس کا ایک ہاتھ صوفے سے نیچے ڈھلک رہا تھا۔ ایک پیر صوفے کی بیک پر ٹکائے کس قدر پرسکون تھا۔ فاطمہ دھیرے سے چلتی اُس کے پاس آ کر زمین پر بیٹھی تھی اور اس کے ماتھے پر بکھرے بالوں کو اپنی انگلیوں سے ہٹایا۔

"کیا آپ کبھی ایسے انسان کی محبّت میں پڑے ہوں جو آپ سے کچھ بھی نہیں مانگتا؟ جہانگیر جیسا۔

جو خود میں ہی ایک انمول تحفہ تھا اُس کے لئے اللہ کی طرف سے۔

جو بن کہے آپکے اندر اپنی محبت کی جڑیں پھیلائے چلے جاتا ہے کی پرانی ٹوٹی ہوئی بنجر محبت کی جڑیں خود بہ خود اپنا آپ سکھا دیتی ہیں۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس محبّت سے آپ کو آزاد کر دے جو آپ کو اپنا آپ کھونے پر مجبور کرتی رہی ہے۔ جس میں ڈوب کر آپ اپنی جان بچانے کے لیے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور معجزہ ہونے کا انتظار کرتے ہیں۔ وہ آگہی کا لمحہ جب آپ ایک نئے انوکھے راستے پر اپنے قدم ڈال لیتے ہیں۔ جہاں کوئی آپکو بدلنا نہیں چاہتا، جہاں آپ جیسے ہے ویسے ہی آپ کو قبول کر لیا جاتا ہے۔

"تھینک یو فار ایوری تھنگ۔" وہ اُس کے کانوں کے پاس اپنے لب لے جا کر بولی۔

نماز پڑھ کر وہ نیچے اتر گئی۔

ابھی صرف نشوہ آپی اٹھی تھیں۔ وہ آکر چپ چاپ اُن کے پاس بیٹھ گئی۔

"السلام علیکم۔" وہ ان کو سلام کرتے ہوئے بولی۔ وائٹ کلر کے کڑھائی سے مزین ڈریس میں آج وہ نئی نویلی دلہن کی طرح تیار ہوئی تھی۔ ہاتھوں میں بھر بھر کر چوڑیاں، کانوں میں آویزے اور چھوٹی سی نوز رنگوں جو ہلکی ہلکی چمک رہی تھی۔ ہونٹوں پر گہری سرخ لپ اسٹک۔ صحیح معنوں میں آج ہی شاید وہ دل سے جہانگیر کے لئے تیار ہوئی تھی جو ابھی خواب و خرگوش کے مزے میں تھا۔

"وعلیکم السلام آج تم جلدی اٹھ گئی۔ ماشاء اللہ فاطمہ۔ بہت پیاری لگ رہی ہو۔" ساتھ ہی بیساختہ اُس کی تعریف کی۔

"ہاں خود ہی سویرے آنکھ کھل گئی ورنہ تو دس بارہ الارم لگانا پڑتا ہے۔" وہ جھجل سی ہوتی دھیرے سے بولی۔

"یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک انعام ہے کی خود بہ خود تمہاری آنکھ نماز کے لیے کھلی ہیں۔" نشوہ آپی نے ہمیشہ کی طرح سادگی سے مسکرا کر کہا۔

"آپ کیسے اتنی پر سکون اور خوش رہ لیتی ہے آپی؟" وہ ہمیشہ کی طرح پوچھ بیٹھی۔ وہ ہلکے سے ہنسیں۔

فاطمہ نے ان کا چہرہ دیکھا۔ گھنگریالے بالوں میں چمکتا انکا گلابی چہرہ بہت پیارا لگ رہے تھا۔ اُن کی اور جہانگیر کی مسکراہٹ بلکل ایک جیسی تھی۔ بس فرق تھا کی آپی کی آنکھیں گرین کلر کی چمکتی ہوئی تھیں۔

"جب دل مطمئن ہو تو پر سکونی آ ہی جاتی ہے۔ "

"نہیں کیسے۔" وہ جاننے کے لیے بیچین تھی۔

"مشکل اکیلے رہنے میں نہیں ہے، جب کوئی ساتھ نہیں ہوتا تب ہر چیز عذاب لگتی ہے اور آپ اگر دوسروں کو دیکھنگے اور حسرت کرینگے کہ وہ کیسے خوش ہیں؟ اسلیے کیونکہ وہ اپنی خوشی خود سے تلاش کرتے ہیں کسی اور کے سہارے کی تلاش میں نہیں رہتے ہیں۔

آپ کو یہ سمجھنا ہوگا کہ آپ تبھی خوش ہو سکتے ہیں جب آپ اندرونی خلاء کو پُر کریں گے، آپ خود سے خوش رہ سکتے ہیں اور مطمئن بھی۔" ان کا جواب ہمیشہ کی طرح لمبا اور سمجھا دینے والا تھ۔

"اف آپی آپ میری ساری الجھنوں کو ایک دم سے ختم کر دیا۔" وہ اُن سے لپٹ کر بولی۔

"اچھا۔" وہ دھیمے سے ہنس دی۔

"فاطمہ تمہیں یاد ہے ایک بار میں نے تمہیں جگنو سے تشبیہ کی تھی۔ "

"جی۔" وہ سوالیہ نظریں ٹکائے اُنکی طرف دیکھنے لگی۔

"کیونکہ تم خود جگنو بن سکتی ہو۔ "

"سچ میں۔" وہ خوشی سے چینخی۔

"تم خود روشنی بن کر اُجالا کر سکتی ہو اور ہم سب کو یہی کرنا چاہیے۔ روشنی کی تلاش اپنے اندر سے کرنی چاہیے۔"

"لو دادا جان بھی آ گئے تم ٹہلو میں دادا جان کی چائے بنا دوں۔" مسجد سے آتے ہی ان کو سب سے پہلے چائے چاہیے ہوتی ہے۔ وہ اٹھتے ہوئے بولیں۔

اُن کے جانے کے بعد اس نے گہری سانس لیکر فضا میں چھوڑی۔

اسے خود سے روشنی کی تلاش کرنی تھی۔ قدم بھلے ہی کتنے ڈگمگائے، کتنی تکلیفیں سہی، بھٹکی، رسواء ہوئی، روئی، تڑپی مگر اب بہت جو گیا یہ رونا دھونا وہ اتنی کمزور نہیں ہے۔ اُسنے عزم سے سوچا۔

****

Safar-e-Adab
BEING THE SPRING OF YOUR LIFE

"امی میری سفید موتیوں والی ایئر رنگ دیکھی ہے آپ نے؟" انشراح پریشان سی آکر اُن کے پاس بلیو۔

"نہیں وہیں کہیں دیکھو اپنے روم میں۔" اُنھوں نے جواب دیا۔

"نہیں مل رہی بابا نے دی تھی مجھے وہ چاہیے۔" وہ ضدی لہجے میں بولی۔

"کیا ہوا گڑیا کیوں رو رہی ہو؟" جہانگیر آفس جانے کے لئے باہر نکلا تو انشراح کو روتے دیکھ رک گیا۔

"ماموں میری ایئر رنگ نہیں مل رہی۔" ماموں کو دیکھ کر اور رونا آیا۔

"ارے تو میرے ساتھ چلو میں تمہیں دوسری دلا دیتا ہوں۔اس میں رونے والی کیا بات ہے؟" اسے پچکارتے ہوئے اسے خود لگا یا۔

"نہیں مجھے وہی والی چاہیے۔وہ میرے بابا نے دی تھی۔" وہ ایموشنل ہو گئی۔

"کیا ہو گیا؟اب کونسا سیاپا ہو گیا؟" عون اپنا بیگ اور ہاتھوں میں موبائل لئے آیا۔

"لیٹ ہو رہا ہے اب نہیں چھوٹیگا کوئی ٹیسٹ۔؟وہ انشراح پر طنز کیا۔

"جا کر اپنے روم میں دیکھو وہیں کہیں ہو گی۔" آپی نے تنگ آ کر کہا۔

"نہیں ہے نا آپ چلیے دیکھیے۔" اس نے ان کا ہاتھ تھام کر انہیں کھڑا کیا۔

"تمہیں اس وقت وہ کیوں چاہیے؟"

"کیونکہ آج میرا اور ماما کا باہر جانے پلان ہے اور مجھے وہی پہننا ہے اور آج میں یونہی نہیں جاؤنگی۔" عون کو بھی ساتھ میں ہی جواب دیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے ابھی چاہیے۔" وہ ضدی لہجے پاؤں پٹکتے بولی۔

"کون سا پلان اور کون سی ایئر رنگ؟" عون چونکا۔

"وائٹ کلر کی تھی؟" اس نے اپنا گلا تھوک سے تر کرتے ہوئے بولا۔

"تمہیں کیسے پتہ وائٹ کلر کی؟" جہانگیر نے اسے شک بھری نظروں سے دیکھا۔

"تم نے ہٹائی ہے تو دے دو عون۔تنگ نہ کرو بہن کو۔آپی نے تھکے لہجے میں کہا۔

"کہاں سے دے دوں؟ وہ تو میں نے کسی کو دے دی۔" اس نے بھانڈا پھوڑا۔

"واٹ! تم نے میری ایئر رنگ کسی اور کو دے دی۔" انشراح نے شاکڈ لہجے میں کہا۔

"ہاں تو مجھے کیا پتہ تھا تم پہنتی ہو میں نے دے دی۔" وہ لاپرواہی سے بولا۔

"سدھر جاؤ عون تم اور فوراً سے پہلے اس کی ایئر رنگ لا کر واپس کرو۔" جہانگیر نے حکمیہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب؟ لا دوں۔ تحفہ دیا ہے کیسے واپس مانگ لوں؟" وہ آنکھیں پھاڑے بولا۔

who cares جہانگیر نے کندھے اچکا کر اُسے دیکھا۔

"آپی ازوہ اپنے کمرے میں ہے۔" وہ واپس پلٹ کر آپی سے پوچھنے لگا۔

"ہاں کوئی کام؟" آپی نے اسے گہری نظر سے دیکھا۔

"ہمم کچھ بات کرنی تھی۔" اس نے جان بوجھ کر نظریں موبائل میں جمائی۔

"اینی وے عون تم اس کی ایئر رنگ لا کر واپس کر دینا دیکھ نہیں رہے ہو کتنا رو رہی ہے۔" ساتھ ہی عون کو تنبیہ کی۔

"جی۔۔۔!" عون دبی آواز میں بولا۔ جہانگیر قدم بڑھاتے ہوئے ازوہ کے کمرے کی طرف بڑھا تھا مگر پھر ارادہ بدل کر کے اُس نے ھارون سکندر کو کال ملائی تھی۔ ازوہ سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اسے آفس کے لیے بھی نکلنا تھا۔ سو وہ چلا گیا۔

****

فاطمہ کچن میں کھڑی ہو کر بریانی بنانے کی تیاری کر رہی تھی۔ جب اُس کے فون کی گھنٹی بجی تھی مگر وہ انسنی کیے ہوئے کام میں لگی تھی کہ بعد میں فون کر لیگی۔

"فاطمہ تمہارا فون رنگ کر رہا ہے کب سے۔" آپی نے اسے مصروف دیکھ کر کہا۔

"ہاں بس یہ چاول ڈال لوں پھر اٹھاتی ہوں۔" وہ مصروف سی بولی

"ہٹو تم اٹینڈ کرو میں یہ دیکھ لیتی ہوں۔ ہو سکتا ہے کوئی ارجنٹ کال ہو۔" وہ لگاتار بجتے فون کو دیکھ کر بولیں۔ جی وہ ہونٹھ پھیلا کر مسکراتی فون اٹھا کر باہر چلی گئی۔ اس نے فون اٹھا کر سوالیہ انداز میں "ہیلو" بولا۔

"فاطمہ فون مت کٹ کرنا پلیز میری بات سن لو۔" کاشان کی آواز تیر کی طرح اُس کے کانوں کو تیر کی طرح لگی تھی۔

"یا اللہ! یہ امتحان بھی ابھی باقی تھا؟" وہ سر اٹھا کر بولی۔ آس پاس کوئی نہیں تھا مگر پھر بھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی کو تھوڑی سی بھنک بھی پڑے اسلئے وہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔ دروازہ اچھے سے بند کیا۔

"کیا بات کرنی ہے تم کو میں نے منع کیا تھا مجھے فون مت کرنا۔" اسے بری طرح سے لتاڑا۔

"تو میں اور کیا کروں؟ ایک کام کرتا ہوں تمہارے گھر آجاتا ہوں۔" اس نے بھی کوئی قصر نہ چھوڑی تھی۔

"بلیک میل کر رہے ہو تم مجھے؟" وہ ابرو اٹھا کر بولی اندر کا غصہ لہجے میں عود کر آیا۔

"تم مجھے مجبور کر رہی ہو۔"

"یار تمہیں کھیلنے کے لئے اور کوئی کھلونا نہیں ملا جو تم بار بار مجھے ڈسٹرب کرنے آجاتے ہو۔" اس کا لہجہ ٹوٹ سا گیا۔ حلق میں آنسوؤں کا نمکین گولہ پھنسا۔

"ایسا کچھ نہیں فاطمہ۔ میں تمہارا برا کیوں چاہوں گا؟" وہ بیچارگی بھرے لہجے میں بولا۔

"تم ایسے ہو ہی ہمیشہ سے۔" اسے اس کی عادات کے بارے میں اچھے سے پتہ تھا۔

"تم تو مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتی تھی تو پھر کیسے تم اپنی زندگی میں خوش رہ سکتی ہو یہ جانتے ہوئے بھی میں کتنی اذیت میں ہوں؟" اس نے پچھلی باتوں کا حوالہ دیا۔

"یہ راستہ تم نے خود چنا ہے اور میں تمہاری زندگی میں پہلے بھی نہیں تھی، اب بھی نہیں ہوں۔ میں اپنی جگہ پر بہت خوش ہوں۔" وہ ٹھنڈے کاٹ دار لہجے میں بولی۔

"اگر یہ بات میری شادی ہونے سے پہلے کہتے تو شاید اس وقت میں ساتویں آسمان پر ہوتی۔ ٹھیک ہے مجھ سے غلطی ہوئی تھی مگر غلطیاں سدھاری بھی تو جاسکتی ہے اور پلیز اب میں کٹ کر رہی ہوں مجھے دوبارہ فون کرنے کی کوشش مت کرنا۔" اس نے فون کانوں سے ہٹایا۔

"ٹھیک ہے تو میں تمہارے گھر آجاتا ہوں ہم مل کر سب کچھ sort out کرلینگے۔" اس کے لہجے کی ضد اُس کے تن بدن میں آگ لگا گئی۔

"شٹ اپ! تم سمجھ کیا رہے ہو مجھے ہاں؟" وہ غصے سے چینخی۔

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو؟" اسے یقین نہیں ہو رہا تھا جس کاشان کو ہر دعا میں مانگا تھا یہ اس کا کون سا چھپا روپ تھا؟۔

"تمہارا پیار مجھے اندر سے ریت کر چکا تھا کاشان وہاں اب تمہیں بس صحرا ملے گا۔

تم کیوں خود کو اس تکلیف میں مبتلا کر رہے ہو؟" چلانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا وہ اُسے سمجھاتے ہوئے بولی۔ "تمہیں کوئی بہت اچھی لڑکی مل سکتی ہے۔"

"نہیں چاہیے مجھے کوئی بھی۔

"تمہیں اب جا کر یہ احساس ہوا ہے۔ میں تم سے اس قدر بیوقوفی کی توقع نہیں کر سکتی۔" وہ اس پر ہنسی۔

"میں نے تم پر بھروسہ کیا تھا مگر تم کہیں بھی نہیں تھے میرے آس پاس، اور اب آ کر پھر سے میرے زخموں کو کرید رہے ہو۔" وہ دانت کچکچا کر بول رہی تھی۔ اسے اس شخص کے لئے آنسو نہیں بہانا تھا۔

"مگر آج تمہاری وجہ سے پھر سے میرے زخموں سے خون بہنے لگا ہے۔" کاشان نے اس کی آواز سن کر کرب سے آنکھیں بند کی۔ کسی کو بیسکون کر کے وہ کیسے سکون سے رہ سکتا تھا۔ وہ بھی اس کو جس کے جانے کے بعد اسے احساس ہوا کہ وہ اس کی زندگی کا ایک حصہ تھی جسے وہ جان بوجھ کر نظر انداز کرتے آیا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ صرف میں جانتی ہوں کہ میں کس قدر اذیت سے تکلیف سے گزری ہوں۔ کس طرح میں نے پھر سے پیار کرنا اور بھروسہ کرنا سیکھا ہے۔ کس طرح میں نے اپنے زخموں کو سیا ہے۔ تم نہیں جانتے اور تم پھر سے آ کر اگر یہ دعویٰ کرتے ہو تو تم سے گرا ہوا انسان کوئی نہیں۔" اسے شرم دلائی آنسوؤں پر وہ بند نہیں باندھ سکتی تھی۔ اُس کا سارا کاجل گالوں پر بہہ کر پھیل چکا تھا۔

"میری یہ تم سے ریکوسٹ ہے۔ تم سکون سے رہنا چاہتے ہو نا۔" کاشان کچھ نہیں بولا مگر وہ کہنا چاہتا تھا وہ اُس کے ساتھ سکون سے رہنا چاہتا ہے نا کہ اکیلے۔ فاطمہ کے الفاظوں نے اُس کی بولتی بند کر دی تھی۔

"تم مجھے اکیلے نہیں چھوڑ سکتے کیا؟"

"کیا میں محبت ڈیزرو نہیں کرتی؟ اس سے سوال کیا۔

"کیا میں کسی اور کا ہاتھ تھام کر اُسے پر بھروسہ کرنا نہیں ڈیزرو کرتی؟"

"جس محبت کو میں نے اپنی زندگی کے پنوں سے مٹا دیا تھا، وہ میرے لیے پھر سے نہیں لکھی جا سکتی کیا؟ بولو۔ تم چپ کیوں ہو؟" آج اُس کا دن تھا آج اسے ہی سوال پوچھنا تھا۔ گزرے وقت کی اذیّت وہ نہیں بھلا سکتی مگر اتنا تو جاننے کا حق پہلے بھی تھا اور آج بھی۔

"جب میں اندھیرے میں تھی تم نے یا تم سے کی گئی محبت نے مجھے راستہ نہیں دکھایا تھا تو اب جو یہ تم سوال کر رہے ہو محبت کا نا تو میں اس کا جواب نہیں جانتی۔" ساری اندر کی تکلیف نمک کی طرح گھل کر آنسوؤں کے ذریعے باہر آ رہی تھی۔

"میں نے تمہیں مٹا دیا ہے ہر جگہ سے۔ تم بھی وہی کرو۔ آئی ہوپ کہ تمھیں جواب مل گیا ہو گا۔ اسلئے اب آئندہ سے مجھے کبھی بھی فون مت کرنا۔" اُس نے اپنی باتیں کہہ کر فون رکھ دیا۔ بلآخر ساری محبتوں کا بھرم آج خود سے توڑ دیا تھا۔ آنسوؤں کا ریلا بہہ چلا تھا۔ محبت آج بھی تھی مگر اب دل اس کے لئے نہیں تھمکتا، اُس کے لئے نہیں تڑپتا، گُرلاتا تھا۔ وہ اس کی محبت تھی جسے آج اسے اپنے ہی اندر دفن کر دینا تھا کیونکہ اب اسے یہ احساس ہو گیا کہ تھوڑی سی محبت تو وہ بھی ڈیزرو کرتی ہے۔

اس سے زیادہ مطمئن اور پر سکون وہ پہلے کبھی نہیں تھی۔ اور اسے اب سے یہی اُمید تھی کہ آنے والی زندگی پر سکون اور خوشگوار ہو گی۔ اُس نے ہتھیلی کی پشت سے اپنے گال صاف کیے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

****

عون تو چوڑ میں گھر بول کر آیا تھا کہ ایئر رنگ لیکر آئیگا مگر اب اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ ارہا سے دیے گئے تحفے کو واپس مانگے۔ وہ تو اتفاق سے انشراح کے کمرے میں گیا تو سامنے رکھی اتنی پیاری ایئر رنگ دیکھ کر اٹھا لیا کہ کیا پتہ اس سے وہ اس کے اس چھوٹے سے تحفے سے ایمپریس ہو جائے مگر عون کا تو آج کا دن ہی خراب تھا۔

اذلان کی بھی ہیلپ نہیں لے سکتا تھا۔ اُس نے پہلے ہی اس کی کنجوسی کا مذاق بنایا ہوا تھا۔ ڈرتے ڈرتے بلآخر اُس نے ارہا سے کہہ ہی ڈالا جواب میں ارہا کا ریکشن بہت لاجواب تھا جو سب نے انجوائے کیا۔

"تم سے اسی کی امید کی جا سکتی تھی۔" ناک بھوں چڑھاتی وہ اپنے کانوں سے بالیاں نکال رہی تھی جو اسے بے حد پسند آئے تھے۔ اُس کے ساتھ آج اُس نے کپڑے بھی میچ کیے ہوئے تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیا مطلب تمہاری بہن کے ہیں؟" وہ غصے سے چلائی۔

"یہ لو پکڑو اور آئندہ اپنی شکل نا دیکھانا مجھے۔" وہ اُس کے ہاتھوں کو تقریباً کھیچتی اسمیں بالی رکھتے ہوئے بولے۔

عون گردن جھکائے کھڑا تھا۔ وہ اٹھ کر وہاں سے چلی گئی مگر پھر واپس آئی اور اپنے نوٹس اٹھائے۔

عون نے بیچارگی بھری نظروں سے اُسے دیکھا۔

"ایڈیٹ۔" اُس کے سر پر نوٹس مارتی وہ آگے بڑھ گئی۔

"اف! اتنی بے عزتی۔" آج سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ وہ خود سے بولا۔

"اسلئے کہتا ہوں اتنی زیادہ کنجوسی اچھی نہیں ہوتی۔" اذلان کب سے زیادہ تماشائی بنا تھا آکر اُس کے پاس بولا۔

"بات مت کر مجھ سے۔" وہ روٹھی محبوبہ کی طرح منہ پھیر کر بولا۔

"لے پتے کی بات کر رہا ہوں اور تو منہ پھلائے جا رہا ہے۔"

"اور کتنا ہے تمہارے پاس؟" وہ اذلان سے سیریس لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"کیا؟" اُسنے حیرت سے اُسے دیکھا۔

"نمک۔۔ جو تم میرے زخموں پر چھڑکنے آئے ہو۔" جل کر کہا۔ اذلان کا ہنستے ہنستے پیٹ دکھ گیا تھا اور اب عون کا چہرہ دیکھ کر ہنسی کنٹرول کرنے لگا۔

"ارے چل کر یار۔ ایک دو دن میں لوگ یہ بات بھول جائینگے۔" جگری دوست کو اُداس نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"اور جو میرا دل ٹوٹا ہے۔" اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔

"وہ تو دن میں کئی بار ٹوٹتا ہے۔ چل اچھی سی چائے پلاتا ہوں۔"

"میرا من نہیں ہے میں گھر جا رہا ہوں۔ کوئی لیکچر ہوا تو مجھے نوٹس بھیج دینا۔" وہ منہ پھلائے بولا۔

"اوکے مجھ سے بھی اب یہ روٹھی محبوبہ نہیں منائی جاتی۔" اذلان عون کے اوپر چوٹ کرتے ہوئے بولا مگر وہ آگے بڑھ چکا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

گھر آکر سب سے پہلے اُس نے انشراح کے ایئر رنگ صحیح جگہ پر رکھے اور کچھ کھانے کے لئے کچن کی طرف بڑھا تھا۔

"بوا میرے لئے کچھ اچھا سا بنا دیں۔" وہ بوا کے آگے مسمسی صورت بنا کر بولا۔ ساتھ ہی ٹیبل پر رکھے فروٹ باؤل سے ایک ساتھ چار پانچ کیلے اٹھائے۔

"ابھی تو میں چھوٹی بی بی کے لئے سوپ بنا رہی ہوں۔" تھوڑا رُک کر وہ مصروف انداز میں بولیں۔

"کون چھوٹی بی بی؟ مامی کی طبیعت خراب ہے کیا؟" وہ فکر مند ہوا۔

"ارے نہیں جو اپنے جہانگیر کی دوست ہیں۔" بوا کا منہ بنا ہوا تھا۔

"اوہ اچھا۔" عون نے منہ گول سا کیا۔ "اوکے تو میرے لئے بھی سوپ لیکر اُن کے کمرے میں لے آئیں۔" کچھ سوچتا وہ بوا سے آرڈر کرتا بولا تھا۔

"دیکھیں تو ازوہ بے بی کا کتنے دن سٹے کرنے کا پلان ہے۔" وہ ازوہ کے روم کا دروازہ ناک کر کے بولا۔

"کم ان۔" اندر سے اُس کی آواز سن کر وہ کمرے میں داخل ہوا۔ صوفے پر ریلیکس سی بیٹھی ازوہ نے سر اٹھا کر عون کو دیکھا۔

"ارے تم! آج کہاں سے بھٹک کر آگئے؟ وہ حیران ہوئی

"بس ایسے ہی میں نے سوچا چل کر اپنی آپی کا حال چال لیا جائے ورنہ آپ اپنے گھر چلی جائینگی تو شکوہ کرنگی۔" وہ دھیمی چال چلتا سنگل صوفے پر ٹکا تھا۔

"کون جا رہا ہے؟" وہ حیرت انگیز لہجے میں بولی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ۔ سنا نہیں تھا آپ نے؟ ماموں آپ کے ہسبنڈ کو فون کرنے والے تھے آج۔" دل جلانے والی مسکراہٹ سجائے وہ اس کی طرف دیکھتا بولا۔

"اچھا تو تمہیں کیا لگتا ہے جہانگیر مجھے جانے دیگا؟ کیونکہ اسے تو پتہ ہے کہ میرا شوہر مجھ پر ہاتھ اٹھاتا ہے۔" ازوہ نے بالآخر سویٹ اور انوسینٹ والا ماسک اُتارا۔

"ہاہاہا آپ کس کو بیوقوف بنا رہی ہیں؟" عون نے تمسخرانہ ہنسی ہنس کر اُس سے کہا۔

"کون سا نیا ڈراما دیکھ رہی ہیں آپ؟" وہ اس پر نظریں ٹکائے اسے گھورے جا رہا تھا۔

جو لڑکی اُس کے ماموں کی زندگی اجیرن کر کے چلی گئی اسی لڑکی کو یہ گھر والے پناہ دیے ہوئے تھے مگر اب عون اس سے زیادہ نہیں برداشت کر سکتا تھا۔

"اوہ! یہ آپ ہی تھی نا جن سے ماموں نے شادی کرنی چاہی تھی مگر آپ خود انہیں انکار کر کے کہیں اور شادی کر چکی تھیں اور اب اچانک سے اتنے سالوں بعد آپ کا شوہر آپ پر تشدد کرنے لگا واؤ۔۔۔۔" وہ ہاتھ اٹھا کر تالیاں پیٹتے ہوئے بولا۔

"تم چاہتے کیا ہو عون؟" ازوہ نے خشک لہجے میں کہا۔

"یہ جو کھیل آپ کھیلنے کی کوشش کر رہیں ہے نا مت کھیلیں۔ آپ ہار جائینگی۔" اس نے اس سے بھی خشک لہجے میں اپنے الفاظ ادا کیئے۔

"کون سا گیم میں کھیل رہی ہوں؟" ازوہ نے اوپری دل سے مسکراتے ہوئے کہا. اندر سے اسے آگ لگ چکی تھی مگر اس نے اپنا چہرہ نارمل بنائے رکھا۔ گہری گہری سانسیں لیتی وہ خود کو کیسے کمپوز کر رہی تھی وہی جانتی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شاید ماموں کو ٹریپ یا پھر۔۔۔۔۔۔کچھ بھی ہو سکتا ہے۔اب میں آپکی طرح انٹیلیجنٹ تو نہیں۔"اُس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔اس کے لہجے کی کاٹ سے ازوہ بلبلا کر رہ گئی۔

جہانگیر آفس سے واپس آچکا تھا کیونکہ دوپہر کو ہارون سکندر کو آنا تھا۔اور یہی خبر ازوہ کو دینے کے لئے اُس نے ہینڈل پر ہاتھ رکھا مگر اندر سے آتی آوازوں کو سن کر رک گیا۔

"عون تم حد سے بڑھ رہے ہو۔"اُس نے غصے میں کہا۔

"حد سے آپ بڑھ رہی ہیں اپنی اتنی اچھی خوشگوار زندگی چھوڑ کر آپ پھر سے ماموں کی زندگی برباد کرنے کے لئے آگئیں ہیں مگر آپ کو شاید پتہ نہیں ہے۔میں پھر سے کلیئر کر دوں۔ماموں کی زندگی میں آلریڈی مامی آچکی ہیں اور میں آپکو دوبارہ اپنی فیملی کو اور کسی کو ہرٹ نہیں کرنے دونگا۔ویسے بھی آپ جا ہی رہی ہیں۔"عون اپنی بات پوری کر کے صوفے سے اٹھا تھا۔اس کے لہجے میں چیلنج اور اس کے لئے نفرت محسوس کر اندر ہی اندر بھانبھڑ ہوتی ازوہ چپ چاپ اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم فکر مت کرو تمہاری فیملی کا اور تمہارے ماموں کا میں اچھے سے خیال رکھ لونگی۔کیونکہ جہانگیر اب بھی مجھ سے محبّت کرتا ہے۔"اپنے تیئں وہ عون کو یہ سب کہہ کر تکلیف دینا چاہ رہی تھی۔

جہانگیر نے ہینڈل پر اپنا ہاتھ کسا۔اُس کی رگیں کھنچ گئی۔قدموں کی آہٹ کی آواز سن اُس نے ہینڈل چھوڑا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا واپس لان کی طرف بڑھ گیا۔اسے کچھ وقت ریلیکس ہونے کے لیے درکار تھا۔

"تو کیا ازوہ جو بچے کو ختم کرنے کی بات کر رہی وہ پورا کر دے گی؟"

"نہیں نہیں وہ اپنی وجہ سے کسی معصوم کی جان جانے کی وجہ نہیں بن سکتا۔"اُس نے ہارون کو فوراًفون ملایا۔جو خبر وہ چاہتا تھاازوہ اسے سنائےاُس نے اسے بتادیا تھا۔اسے سب سے زیادہ حیرت عون پر ہو رہی تھی۔دکھنے میں اس قدر لا اُبالی سا لگنے والا اُس کے لئے،اپنی فیملی کے لئے کتنا حساس ہو رہا تھا۔اسے اس پر فخر ہو رہا تھا۔اب وہ کافی حد تک ریلیکس ہو چکا تھا۔کیونکہ وہ کام کرنے کا وقت آن پہنچا تھا۔جسے کرنے کے لئے اسے کافی ساری ہمت درکار تھی۔

****

جہانگیر نے بناناک کیے دروازہ کھولا تھا۔وہ اسی طرح بیفیکری سے پیر ہلاتے ہوئے واپس سے موبائل میں بزی تھی۔

"تم نے پیکنگ کرلی ہے؟"وہ کھڑے کھڑے بولا اس کے انداز میں بے نیازی تھی۔

"پیکنگ؟"ازوہ نے حیرت سے منہ کھولا۔

"ہاں تھوڑی ہی دیر میں ہارون سکندر آنے والا ہے۔"اسے بڑے آرام سے اطلاع دی۔

"واٹ!یہ کیا کہہ رہے ہو جہانگیر؟"ازوہ کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔

"تمھیں پتہ ہے ناوہ ک کیسا ہے۔تم تو جانتے ہو نا؟"وہ بربط لہجے میں بولی۔اس کی آنکھیں حیرت کے باعث پھیلی۔ اُن میں ایک وحشت سی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے میں نے اپنی مرضی سے شادی کی، شروع میں سب کچھ اچھا تھا مگر پھر وہ ایک الگ انسان بن گیا تھا جہانگیر۔ وہ مجھ پر پابندیاں لگاتا ہے۔" ازوہ نے روتے ہوئے کہا۔

وہ مجھ پر ہاتھ بھی اٹھاتا ہے۔ آخری پینترا آزمایا مگر مقابل میں اب کمزور جہانگیر نہیں تھا جو اس کے آنسوؤں کو ہر بار کی طرح سمیٹ لیتا اسے اپنے دل پر پتھر رکھنا ہی تھا۔ جہانگیر نے استفہامیہ نظروں سے اُسے اوپر سے نیچے دیکھا۔

اس وقت وہ پوری طرح سے دیسپریٹ لگ رہی تھی جو اپنی مرضی کی چیزیں حاصل کرنے کے لئے آنسو بہا رہی تھی۔ ٹھیک اسی طرح، جس طرح کبھی جہانگیر رویا تھا اور ازوہ کو اس پر ترس نہیں آیا مگر اسے ازوہ پر ترس آ رہا تھا۔

"ہم ایک نئی زندگی کی شروعات کر سکتے ہیں جہانگیر۔" ازوہ نے آگے بڑھ کر اُس کا ہاتھ تھاما جہانگیر نے اپنا ہاتھ چھڑایا۔ وہ اس ازوہ کو نہیں پہچان پا رہا تھا۔

"کہاں غلطی ہوئی تھی اس سے؟"

"ریئلی۔" جہانگیر نے ابرو اٹھا کر اُس سے سوال کیا۔ اس پورے عرصے میں اُس نے پہلی بار بولا تھا۔

"تم خود کو سمجھتی کیا ہو ازوہ؟" اُس نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا۔

"تمہیں لگتا ہے تم آنسو بہاؤ گی اور میں پہلی بار کی طرح اس بار بھی تمہارے آنسو پوچھنے کے لیے کھڑا رہوں گا۔" اُس کا لہجہ ٹھنڈا تھا۔

"جہانگیر میں تم سے اپنے پچھلے رویّے کی معافی مانگ چکی ہوں۔" وہ رونا بھول کر جلدی سے بولی۔

"نہیں۔" وہ ایک ثانیے کے لئے ٹھہرا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم یہاں اپنی طاقت دیکھنے آئی ہو۔"

"تم کیا بکواس کر رہے ہو؟" وہ ہزیانی انداز میں چلائی۔

"تم اس شخص میں دل چسپی لے ہی نہیں سکتی جو تمہیں چاہتا ہو پورے دل سے اور اگر کوئی تمہاری پرواہ نہیں کرتا تو یہ احساس تمہیں پاگل کرنے لگتا ہے۔"

"شٹ اپ۔ تم مجھ پر انگلی اٹھا رہے ہو، تم خود ایسے ہو۔"

"ایسا تھا اب نہیں ہوں۔"

"تم اصل میں ایک narcissist ہو ازوہ۔ تم مجھے narcissist کہہ رہی تھی، اصل میں تم تو خود وہی ہو اور تم یہاں ہیلپ لینے یا سوری کرنے نہیں آئی تھی۔ تم یہ دیکھنے آئی تھی آیا اب بھی جہانگیر تمہارے ہاتھوں کی کٹھپتلی ہے کہ نہیں۔" اسے سچ کا آئینہ دکھایا۔

"تم خود اصل میں ایک کمپلیکس زدہ انسان ہو تبھی تم اس بات کو پکڑ کر بیٹھے ہو۔" زہر بجھے الفاظ میں اس پر کاری وار کیا۔

"یہ سوال تم غلط انسان سے کر رہی ہو۔ یہ سوال تمہیں خود سے کرنا چاہیے۔" وہ اُسے بازوؤں سے پکڑ کر کھینچتا شیشے کے سامنے لا کھڑا کر چکا تھا۔

"ہنہ۔۔۔ تم غور سے دیکھو کس قدر خوبصورت ہو تم کہ انسان سب کچھ بھلا دے۔ اس قدر کا حسن لوگوں کو تمہارے سحر میں مبتلا کر دے۔ وہ تمسخر بھرے لہجے میں بولا۔ ازوہ نے جھٹکا دیکر اپنے بازو چھڑھائے۔

"تمہارے اسی خوبصورت چہرے پر میں مر مٹا تھا مگر کاش دل بھی اس قدر خوبصورت ہوتا۔" وہ شاکی لہجے میں بول رہا تھا۔ ازوہ کے بولنے کے لیے اب کچھ نہیں بچا تھا۔ کیونکہ اسے پتہ تھا اگر اس نے اب اور کچھ بولا تو رہی سہی عزت بھی گنوا بیٹھے گی۔ جہانگیر جھٹکے سے پیچھے ہٹا تھا۔

پہلا پیار کبھی نہیں بھولتا۔ "تمھیں پتہ ہے تمہارے اتنا سب کچھ کرنے کے بعد بھی مجھے تم سے نفرت نہیں ہوئی تھی۔ یہ جو سب اتنی آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ مجھے تم سے محبت ہے اور اب مجھے تم سے نفرت ہے یہ بس زبان سے کہہ دیتے ہے اصل میں تو وہ اندر سے اس قدر اذیت اور تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں کہ الامان زبان سے کہہ دینا آسان ہوتا ہے مگر دل میں جو احساس ہوتا ہے اسے یوں اچانک سے نہیں بدلا جا سکتا ہے۔"

کوئی کسی کو محبت کے حصے سے کیسے خارج کر سکتا تھا۔

اتنی ہمت ہی کہاں ؟

ازوہ نے تو اسے سچائی کا آئینہ دکھایا تھا کہ کبھی کبھی انسان کو غلط لوگ سے محبت ہو جاتی ہے۔ اب یہ سحر ٹوٹ چکا تھا۔ اسے اب مزید اس سحر میں نہیں جینا تھا۔ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کر تا وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھا تھا۔

****

اپنے کمرے میں گھسا تو دیکھا کہ فاطمہ بے خبری سے سو رہی تھی۔

"ایک تو اس لڑکی کو نیند بہت آتی ہے۔" وہ جی بھر کر بد مزہ ہوا تھا مگر اسے اٹھایا نہیں تھا اور اپنے کپڑے لیکر واشروم میں گھس گیا تھا۔

فریش ہو کر باہر نکلا تب بھی وہ سو ہی رہی تھی۔ دروازہ بند کرنے کی آواز اور پانی کا شور بھی اُسے نہیں اٹھا سکا تھا۔ اُس نے سائڈ ٹیبل میں رکھے پرفیوم کو اٹھایا اور دھڑ سے رکھا تھا، ایک بار پھر سے اٹھا کر اور تیزی سے رکھا تو اچھی خاصی کھڑ بڑ کی آواز آئی۔

فاطمہ کسمسا کر اٹھ گئی۔

"جانو آپ کی نیند پوری ہو گئی ہو تو کچھ اپنے شوہر پر توجہ دینے کی کوشش کریں۔" مسکرا کر انجان بنتا وہ اُس کی طرف مڑا۔

"آپ کو کب سے میری توجہ کی ضررت پڑ گئی؟" وہ حیرت سے بولی۔ بکھرے بال اور آنکھوں میں گلابی ڈورے اسے مزید دلکش بنا رہے تھے۔

"ہمیشہ سے۔ آج باہر چلے کہیں؟" وہ اُس کے سائڈ میں بیٹھتا بولا۔

فاطمہ تھوڑی دور کھسکی، مگر اس کے ساتھ ہی جہانگیر بھی کھسکا تھا۔

"یار کیا کر رہے ہیں آپ؟" وہ مزید دور ہوتے ہوئے چڑ سی گئی۔

"تمہاری آنکھ کے نیچے کچھ ہے۔" وہ اُس کے قریب ہوا۔

"کیا۔" فاطمہ ٹرانس میں آکر دھیمی آواز میں بولی۔

"اِدھر۔" اس نے اپنی انگلی بڑھائی۔

"۔۔۔۔کدھر؟" وہ اپنا چہرہ دور کرتی اسے ٹیز کرتی ہوئی بولی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ٹھیک ہے تم مجھے تنگ کرنا چاہتی ہو؟" پورا معصوم بننے کی ایکٹنگ کی۔

"نہیں تو میں نے کب ایسا کیا؟" شرارت آمیز لہجا۔

جہانگیر نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

"تم آج کل کچھ زیادہ ہی بولنے لگ گئی ہو۔" اُس کے بالوں سے کھیلتے ہوئے سوال کیا۔ ساتھ ہی آگے بڑھ کر اُس چہرے کو بیساختہ چوما تھا۔ اس قدر دیوانگی۔ وہ گھبرا گئی مگر پھر ہمت کر کے اُسے دور کیا۔

"تو پہلے نہیں بولتی تھی کیا؟"

"پہلے بہت بولتی تھی اب بہت زیادہ۔۔۔" وہ اب تکیہ لیکر اپنے بازوں میں لئے الٹا لیٹ گیا تھا نگاہیں البتہ اس پر جمی تھی۔

"آپ کو میرا زیادہ بولنا کھل رہا ہے تو بتا دیجئے۔ منہ بند رکھوں گی۔" پھولے پھولے گالوں سمیت وہ روٹھی روٹھی کافی پیاری لگی تھی اس قدر کہ وہ اُسے اپنے گلے لگانا چاہ رہا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نہیں میں ایسا نہیں کہا جانے من، جتنا مرضی بولو بس اریٹیٹ نہ کیا کرو۔"

"میں آپ کو تنگ کرتی ہوں جہان اور میں پہلے شائے تھی اسلئے نہیں بولتی تھی مگر

اب مجھے کسی چیز کا ڈر نہیں ہے"

"اوہ۔" اس نے اپنے ہونٹ گول کیے۔

"کیونکہ اب مجھے ریجیکٹ ہونے کا یا پھر شاید میں یہ سمجھ چکی ہوں کہ میں کیا ہوں تو اپنی ظاہری اور اصلی شخصیت آپ کے سامنے ظاہر کرنے لگی ہوں۔" وہ اپنے لفظوں پر دباؤ ڈالتی اس سے کہہ رہی تھی۔

اُس کی آنکھیں جہانگیر کے چہرے پر جمی تھی جو پیٹ کے بل لیٹا اُس کی ہی طرف دیکھ رہا تھا۔ دونوں کی نظریں آپس میں ملیں۔ ایک فسوں ساطاری ہوا۔ وہ اس کی براؤن آنکھوں میں ڈوب جانا چاہ رہی تھی۔

" کبھی سوچا تھا تم نے ایسا ہمسفر ملے گا جس سے لڑنے مرنے کی بات کرتی ہو پھر اسی سے تمہیں یہ سب شیئر بھی کرنا رہتا۔"

"آپ طنز کر رہے ہیں۔" شکی نظر سے اُسے دیکھا۔

"نہیں نہیں۔۔۔ میں بس پوچھ رہا ہوں کیونکہ میں خود کو لکی مانتا ہوں۔ زندگی میں ایک ایسا انسان ہونا چاہیے نہ کسی نا کسی صورت میں جس سے آپ اپنے دل کی ہر بات بے جھجک کہہ دیں۔"

"تو آپکی زندگی میں کون ہے؟" اُس نے سوالیہ انداز میں اس سے پوچھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم۔" جہانگیر نے سوز بھرے لہجے میں کہا۔

"جب کوئی نہیں تھا تب تم تھی اور اب بی ود میں فوریور (میرے ساتھ ہمیشہ رہنا)۔" وہ ایک بار پھر بولا۔ فاطمہ نے اس کی براؤن آنکھوں میں دیکھا جہاں محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

وہ کیسے ان نظروں سے بھاگ سکتی تھی۔ وہ بھی اس سے کہنا چاہتی تھی کہ وہ بھی اس سے محبت کرنے لگی ہے۔

وہ اس سے کہنا چاہتی تھی جب بھی اُس نے کسی کو محبت دینے کی کوشش کی ڈر گئی کہیں وہ ہرٹ نا ہو جائے یا وہ اُسے چھوڑ کر چلا جائیگا مگر اب ایسا نہیں ہے۔ وہ گنگ سی اسے دیکھے جارہی تھی۔

"فاطمہ! جہانگیر نے اسے پکارا۔ "تم نے اس گھر کو، مجھے، میری روح کو اپنی محبت سے سنوارا ہے۔

مجھے پہلی نظر کی محبت نہیں ہوئی مگر اب ایسا لگتا ہے کہ تم نہیں تو کچھ بھی نہیں۔" وہ اُس کے لہجے میں کھونے لگی تھی۔

"جب تم نے پہلی بار مجھے تسلّی دی تھی اپنے ہاتھوں سے میرے آنسوؤں کو پوچھا تھا اسی مومنٹ پر مجھے احساس ہوا تم یہاں ہو۔ دھیرے دھیرے جگہ بناتی اب پوری اس کے اندر سما چکی ہو۔" اُس نے فاطمہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے کے قریب کیا تھا۔ وہ اس سینے میں دھڑکتے دل کی روانی، ہیجان سب باخوبی سن سکتی تھی۔

"جہانگیر۔" اُس نے سرگوشی کی۔

غالباً محبت صرف ہارمون نہیں ہے۔ اگر ہارمون ہوتا تو انسان محبت کے لیے اتنا سفر نہیں کرتا۔

"ش۔۔۔" اس کے لبوں پر انگلی رکھ وہ اُسے چپ کرتا ہوا بولا۔

"مجھے ابھی بہت کچھ کہنا ہے۔"

"ابھی اور بھی ہے کیا اس سے آگے۔" وہ شوخ سی ہوئی۔ جہانگیر نے اپنے کندھے اُچکائے۔ "میں اپنی فیلنگز کنٹرول نہیں کر سکتا۔ مجھے اپنی زندگی میں بس ایک انسان چاہیے جس سے میں سب کچھ شیئر کر سکوں۔ جس کی آنکھوں میں جھانکوں تو لگے کی میں اسے برسوں سے جانتا ہوں، جس سے میں اپنے ماضی حال اور آنے والے کل کو شیئر کر سکوں۔ I love with you all my heart۔" اُس کی یہ سرگوشی فاطمہ کے ہوش اڑا رہی تھی۔

"اوکے اب بس بھی کریں۔" اسے کہاں عادت تھی جہانگیر کے اتنا بولنے کی۔ اس نے اپنے ہاتھ اُس کے ہونٹوں پر رکھ کر اسے چپ کرا دیا۔

"تلخ ماضی کو بھلا دیتے ہے نا جہان۔ ہم اپنی زندگی کو ایک نیا رخ دے سکتے ہیں اگر ہم چاہیں تو۔ کبھی کبھی ہم غلط جگہ محبت کر بیٹھتے ہیں، ہمارا وقت غلط ہوتا ہے اور ہم غلط انسان سے محبت کر بیٹھتے ہیں۔ مگر غلطیاں سدھاری جاسکتی ہے۔"

پرانی باتوں کو بھلا کر اب آگے بڑھنے کا وقت ہوا چاہتا ہے۔

"اچھا۔ تمہارے لئے چاکلیٹ لیکر آؤں؟" جہانگیر نے اٹھتے ہوئے اس سے کہا۔

"ہمم۔" مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"مگر تم کیا دو گی؟" جلدی سے رک کر اُس سے پوچھا۔

"میں کیا دے سکتی ہوں؟" اُس نے اچنبھے سے اس کی طرف دیکھا۔

"مے بی۔۔؟؟" اُس نے اپنے گالوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔ فاطمہ کی دھڑکنیں تیز ہوئی۔

"مطلب اب چاکلیٹ کے لیے آپ یہ کرینگے رہنے دیجئے۔" وہ منع کرتی ہوئی بدکی۔

"تب کیا کروں۔ تم ویسے بھی تو نہیں مانتی سو پلیز گیو می۔" اُس نے اپنے گال آگے کیے تھے۔

"اب اتنی دور جا رہا ہوں تھوڑی تو آکسیٹوسن چاہیے۔" وہ تھوڑا کرینجی (cringy) سا ہوا۔

"شاپ بس چار قدم کی دوری پر ہے۔" وہ اُس کے گال پر چپت مارتی تیزی سے اٹھ کر بھاگی تھی۔

"فاطمہ رُکو۔۔۔۔ سنو تو۔" ہڑبڑا کے اٹھتا وہ اُسے پکارتا ہی رہ گیا تھا۔

(جاری ہے۔۔۔)

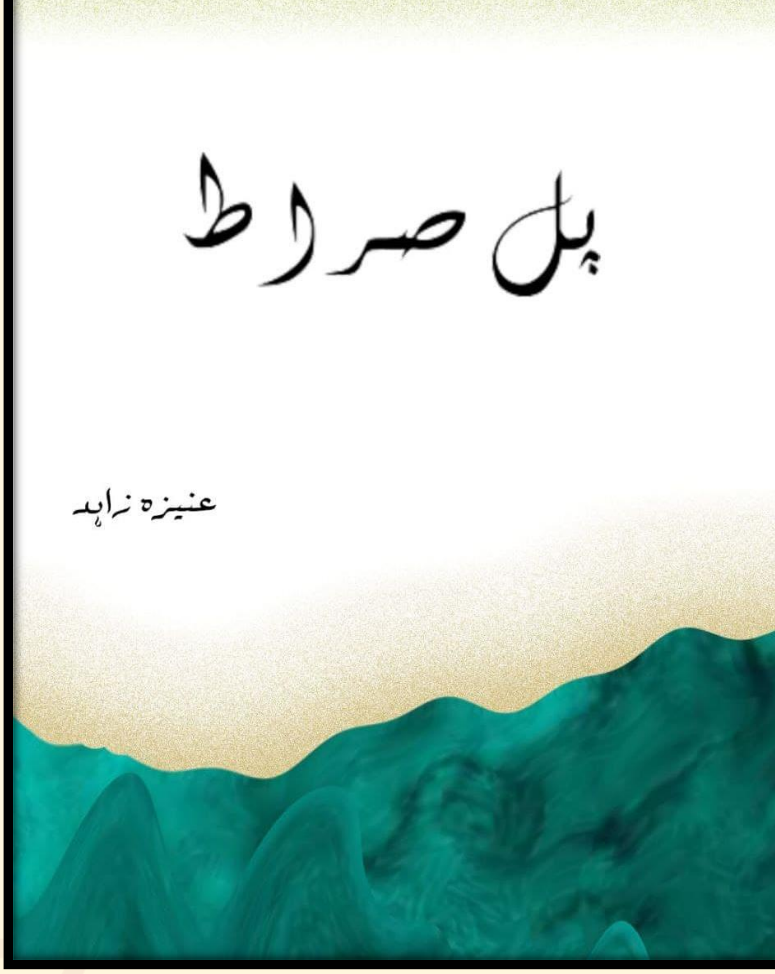

"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہونا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہوگئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔ پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔'

اسکے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

"یہاں دستخط کرو غازہ ! "کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بُری طرح کانپے تھے۔ وہ تو باآسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آڑھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنالیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی جست میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ ! "سبیکہ کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔

"سچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سبیکہ ! اور یہ نیا ادھورا رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آگئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلیج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمیٹڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلیج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو لپیٹے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلیج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ح جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔ اللہ۔۔۔ بس اللہ۔۔!" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگِ حبِّ الٰہی تو اترتا نہیں۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔ شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔" وہ مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھٹکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔

"وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے تو بچ جائے گی نا۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پُریقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ٹائپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آئمہ۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ ور اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

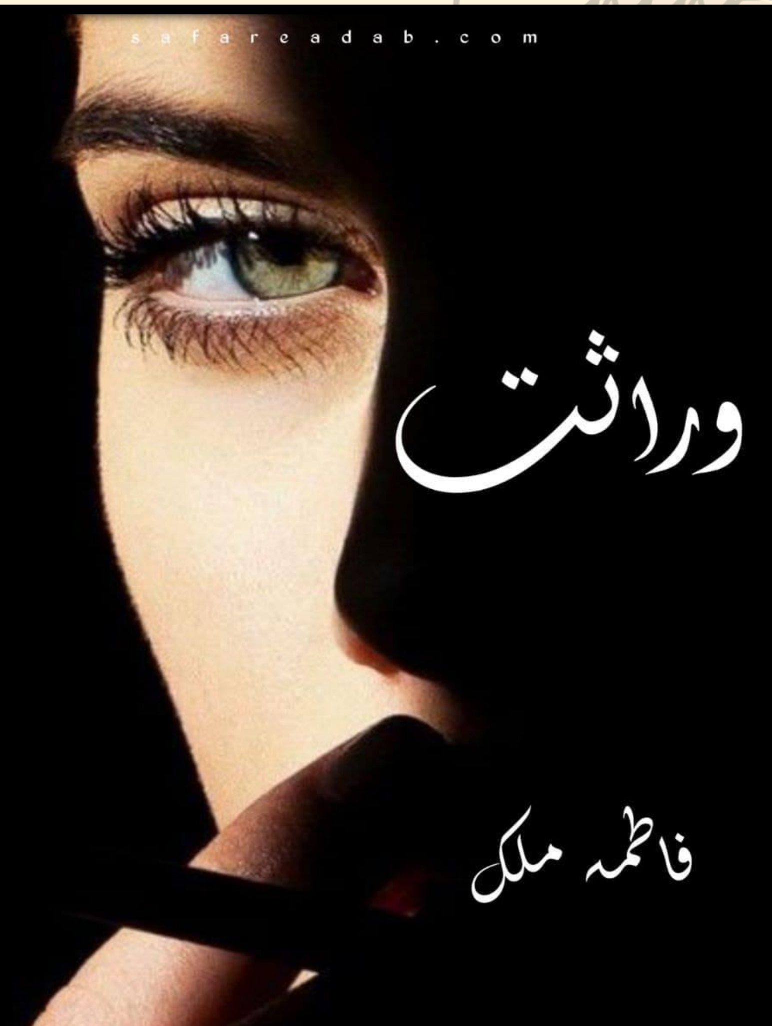

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا لیتی؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنو گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔ یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زوردار تھپڑ مار دیا۔۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آچکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے پلٹی اور حسن خان وہیں دل تھام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج حسن مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے ہسبنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟ کون ہے یہ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

ناول ہم کیوں چلے اس راہ پر کی ایک جھلک

"ارے آپ اکیلی بیٹھی ہیں۔۔وہ آپ کا گارڈ کدھر ہے"وہ بے تکلفی سے اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں نے آپ کو بیٹھنے کی دعوت تو نہیں دی"وہ کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے بولی۔

"جی؟"وہ ناسمجھی سے بولا۔

"میں نے کہا میں نے آپ کو بیٹھنے کی دعوت نہیں دی لہذا آپ یہاں سے تشریف لے جاسکتے ہیں"

"ویسے انتہائی بے مروت ہیں آپ۔۔بندہ کافی ہی پوچھ لیتا ہے"یہ کہتے ہوئے اس نے کافی کا آرڈر دیا۔

"کیوں آپ میرے کیا لگتے ہیں جو آپ سے کافی کا پوچھوں میں؟"وہ غصے سے بولی۔

"کچھ نہ کچھ تو لگ ہی جاؤں گا اگر آپ لگنے دیں تو"اس نے اسے آنکھ ماری تو وہ غصے سے کھڑی ہوگئی۔

"دفعہ ہو جاو یہاں سے ورنہ میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔۔عجیب انسان ہے جب ایک انسان تم سے بات نہیں کرنا چاہتا تو تم کیوں زبردستی اس کے سر پر مسلط ہو رہے ہو"وہ غصے سے کہہ رہی تھی اور سارا کیفے اسے دیکھ رہا تھا۔

"مس عربیہ بیٹھ جائیں یوں غصہ صحت کے لیے اچھا نہیں ہوتا"وہ اب بھی مطمئن ساوہاں بیٹھا تھا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم"وہ غصے سے کہتی وہاں سے چلی گئی۔

"ہاں ٹھیک ہے کافی پی کر چلا جاؤں گا"

وہ بھی اپنے نام کا ایک ہی ڈھیٹ تھا شاید۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں کلک کریں۔

safareadab.com

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کاروائی کی جا سکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب